امام الزمان اور مسیح دوران

کی

اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے

غیرت کا قابل تقلید اُسوہ

از قلم: حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (المسیح الموعود)

پیش کردہ

حضرت مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

الناشر: شعبۂ دعوت و ارشاد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بار اول   اگست ۱۹۷۵ء   پریس لاہور   تعداد پانچصد

www.aaiil.org

امام الزمان اور مسیح دوران کی اسلام

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

غیرت کا قابل تقلید اسوۂ!

حضرت مسیح موعود کا ذیل کا مضمون اگر دل کو تعصب اور عناد سے صاف کر کے پڑھا جائے گا تو حضور کی غیرت اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب پر عیاں ہو جائے گی۔ یہ نوٹس ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو دیا گیا تھا۔

نوٹس

بنام آریہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مخالفہ۔
ان مسلمانوں کی طرف سے جن کے نام نیچے درج ہیں و نیز ایک
التماس گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لائق۔

اے صاحبان مندرجہ عنوان نہایت ادب اور تہذیب سے آپ صاحبوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم سب فرقے مسلمان اور ہندو اور عیسائی وغیرہ ایک ہی سرکار کے جو سرکار انگریزی ہے رعایا ہیں لہذا ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے امور سے دست کش رہیں جن سے وقتاً فوقتاً ہمارے حکام کو دقتیں پیش آویں یا بیہودہ نزاعیں باہمی ہو کر کثرت سے مقدمات دائر ہوتے رہیں اور نیز جب کہ ہمسائیگی اور قرب و جوار کے حقوق درمیان

ہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ مذہبی مباحثات میں ناحق ایک فریق دوسرے فریق پر بے اصل افترا نام کرکے اس کا دل دکھا دے اور ایسی کتابوں کے حوالے پیش کرے جو اس فریق کے نزدیک مسلم نہیں ہیں یا ایسے اعتراض کرے جو اپنے دین کی تعلیم پر بھی وارد ہوتے ہیں چونکہ اب تک مناظرات ومباحثات کے لیے کوئی ایسا قاعدہ باہم قرار یافتہ نہیں تھا جس کی پابندی یاوہ گو لوگوں کو ان کی فضول گوئی سے روکتی۔ لہٰذا پادریوں میں سے پادری عمادالدین و پادری ٹھاکر داس و پادری فنڈل صاحب وغیرہ صاحبان اور آریہ ✗ صاحبوں میں سے منشی کنھیا لال الکھ دھاری اور منشی اندرمن مرادآبادی اور

✗ حاشیہ: پادری صاحبان اگر ہماری اس نصیحت کو غور سے سنیں تو بیشک اپنی بزرگی اور شرافت ہم پر ثابت کریں گے اور اس حق پسندی اور صلح کاری کے موجب ہوں گے جس سے ایک راستباز اور پاک دل شناخت کیا جاتا ہے اور وہ نصیحت صرف دو باتیں ہیں جو ہم پادری صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا چاہتے ہیں۔

اوّل یہ کہ وہ اسلام کے مقابل پر ان بیہودہ روایات اور بے اصل حکایات سے مجتنب رہیں جو ہماری مُسلّم اور مقبول کتابوں میں موجود نہیں اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں اور نیز قرآن کے معنے اپنی طرف سے نہ گھڑ لیا کریں بلکہ وہی معنے کریں جو تواتر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں، اور پادری صاحبان اگرچہ انجیل کے معنے کرنے کے وقت ہر یک بے قیدی کے مجاز ہوں مگر ہم مجاز نہیں ہیں اور انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے۔ قرآن کی کسی آیت کے معنے اگر کریں تو اس طور سے کرنے چاہئیں کہ دوسری قرآنی آیتیں ان معنوں کی مؤید اور مفسر ہوں اختلاف اور تناقض پیدا نہ ہو کیونکہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کے

لیکھرام پشاوری نے اپنا یہی اصول مقرر کر لیا کہ ناحق افتراؤں اور بے اصل روائتوں اور بے بنیاد قصوں کو واجبی اعتراضات کی مدافعت میں پیش کیا مگر اصل قصور تو اس میں پادری صاحبوں کا ہے کیونکہ ہندوؤں نے اپنے

بقیہ حاشیہ: بیٹے بطور تعبیر کے ہیں اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی انہیں معنوں کی مفسر ہو کیونکہ جس پاک اور کامل نبی پر قرآن نازل ہوا وہ سب سے بہتر قرآن شریف کے معنے جانتا ہے غرض اتم اور اکمل طریق سے معنے کرنے کا تو یہ ہے لیکن اگر کسی آیت کے بارے میں حدیث صحیح مرفوع متصل نہ مل سکے تو ادنےٰ درجہ استدلال کا یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کے معنے دوسری آیات بینات سے کیے جاویں لیکن ہرگز یہ درست نہیں ہوگا کہ بغیر ان دونوں قسم کے التزام کے اپنے ہی خیال اور رائے سے معنے کریں۔ کاش اگر پادری عماد الدین وغیرہ اس طریق کا التزام کرتے تو نہ آپ ہلاک ہوتے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے۔

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ ان کفار سے کرنی پڑیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک انواع اقسام کے ظلم کیے اور ہر یک طریق سے ستایا اور دکھ دیا پھر قتل کا ارادہ کیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر یک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے

ذاتی تعصب اور کینہ کی وجہ سے جوش تہمت دکھلایا مگر براہ راست اسلام کی کتابوں کو وہ دیکھ نہ سکے وجہ یہ کہ بباعث جہالت اور کم استعدادی دیکھنے کا مادہ نہیں تھا سو انہوں نے اپنی کتابوں میں پادریوں کے اقوال کا نقل کر دینا غنیمت سمجھا غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا۔ اور بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے

بقیہ حاشیہ: تھے اُن کو غایت درجہ دُکھ دینا شروع کیا۔ لہٰذا وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے ظالمانہ کاموں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ ان پر موافق سنتِ قدیمہ الٰہیہ کے کوئی عذاب نازل ہو اور اس عذاب کی وہ قومیں بھی سزاوار تھیں جنہوں نے مکہ والوں کو مدد دی اور نیز وہ قومیں بھی جنہوں نے اپنے طور سے ایذا اور تکذیب کو انتہا تک پہنچایا اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی اشاعت سے مانع آئے سو جنہوں نے اسلام پر تلواریں اٹھائیں وہ اپنی شوخیوں کی وجہ سے تلواروں سے ہی ہلاک کئے گئے اب اس صورت کی لڑائیوں پر اعتراض کرنا اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبیوں کی اُن لڑائیوں کو بھلا دینا جن میں لاکھوں شیر خوار بچے قتل کیے گئے کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا ناحق کی شرارت اور خیانت اور فساد انگیزی ہے اس کے جواب میں حضرات عیسائی یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں میں بہت ہی نرمی پائی جاتی ہے کہ اسلام لانے پر چھوڑا جاتا تھا۔ اور شیر خوار بچوں کو قتل نہیں کیا اور نہ عورتوں کو اور نہ بوڑھوں کو اور نہ فقیروں

شریروں کو جن کے افترا ایں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جوان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں یہ سب بُردباریاں ہم

بقیہ حاشیہ: اور مسافروں کو مارا۔ اور نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے گرجاؤں کو مسمار کیا لیکن اسرائیلی نبیوں نے ان سب باتوں کو کیا یہاں تک کہ تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ شیرخوار بچے قتل کیے گئے۔ گویا حضرات پادریوں کی نظر میں اس نرمی کی وجہ سے اسلام کی لڑائیاں قابل اعتراض ٹھہریں کہ ان میں وہ سختی نہیں جو حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبیوں کی لڑائیوں میں تھی۔ اگر اس درجہ کی سختی پر یہ لڑائیاں بھی ہوتیں تو قبول کر لیتے کہ درحقیقت یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اب ہر یک عقلمند کے سوچنے کے لائق ہے کہ کیا یہ جواب ایمانداری کا جواب ہے حالانکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ خدا رحیم ہے اور اس کی سزا رحم سے خالی نہیں پھر جب موسیٰ کی لڑائیاں باوجود اس سختی کے قبول کی گئیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ٹھہریں تو کیوں اور کیا وجہ کہ یہ لڑائیاں جو الٰہی رحم کی خوشبو ساتھ رکھتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتیں اور ایسے لوگ کہ ان باتوں کو بھی خدا تعالیٰ کے احکام سمجھتے ہیں کہ شیرخوار بچے ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں اور ماؤں کو ان کے بچوں کے سامنے بے رحمی سے مارا جاوے۔ وہ کیوں ان لڑائیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ سمجھیں جن میں یہ شرط ہے کہ پہلے مظلوم ہو کر پھر ظالم کا مقابلہ کرو۔ منہ ۱۲

اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ ان احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو سکھوں کے زوال کے بعد ہی خدا تعالےٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کیئے اور نہایت بدذاتی ہوگی اگر ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی ہم میں سے ان نعمتوں کو فراموش کردے جو اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں بلاشبہ ہمارا جان ومال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لیے دعاگو ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ کی عنایات سے ہر یک کو اشاعت مذہب کے لئے آزادی ملی ہے لیکن اگر سوچ کر دیکھا جائے تو اس آزادی کا پورا پورا فائدہ محض مسلمان اٹھا سکتے ہیں اور اگر عمداً آپ نہ اٹھاویں تو ان کی بدقسمتی ہے وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی عام مہربانیوں کی وجہ سے مذہبی آزادی کا ہر یک قوم کو عام فائدہ دیا اور کسی کو اپنے اصولوں کی اشاعت سے نہیں روکا لیکن جن مذہبوں میں سچائی کی قوت اور طاقت نہیں اور ان کے اصول صرف انسانی بناوٹ ہیں اور ایسے قابل مضحکہ ہیں جو ایک محقق کو ان کی بیہودہ کتھا اور کہانیاں سن کر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے کیونکہ ان مذہبوں کے واعظ اپنی ایسی باتوں کو وعظ کے وقت دلوں میں جما سکتے ہیں اور کیونکر ایک پادری مسیح کو خدا کہتے ہوئے ایک دانشمند شخص کو اس حقیقی خدا پر ایمان رکھنے سے برگشتہ کرسکتا ہے جس کی ذات مرنے اور مصیبتوں کے اٹھانے اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونے اور پھر مصلوب ہو جانے سے پاک ہے اور جس کا جلالی نام قانونِ قدرت کے ہر یک صفحہ میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے ہم نے خود بعض منصف مزاج عیسائیوں سے خلوت میں سُنا ہے کہ جب ہم کبھی مسیح کی خدائی کا بازاروں میں وعظ کرتے ہیں تو بعض وقت مسیح کے عجز اور اضطرار کی سوانح پیش نظر آجانے سے بات کرتے کرتے ایسا انفعال

دل کو پکڑتا ہے کہ بس ہم ندامت میں غرق ہی ہو جاتے ہیں۔ غرض انسان کو خدا بنانے والا کیا وعظ کرے گا اور کیونکر اس عاجز انسان میں اس قادر خدا کی عظمت کا نمونہ دکھائے گا جس کے حکم سے ایک ذرہ بھی زمین و آسمان سے باہر نہیں اور جس کا جلال دکھلانے کے لیے سورج چمکتا اور زمین طرح طرح کے پھول نکالتی ہے ایسا ہی ایک آریہ کیا وعظ کرے گا کیا وہ دانشمندوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ تمام روحیں اور ان کی قوتیں اور طاقتیں اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور کسی کے سہارے سے ان کا وجود اور بقا نہیں اور یا یہ کہہ سکتا ہے کہ وید کی یہ تعلیم عمدہ ہے کہ خاوند والی عورتیں اولاد کی غرض سے دوسروں سے ہم بستر ہو جایا کریں ابھی ہمیں تجربہ ہوا ہے کہ جب ہماری بعض جماعت کے لوگوں نے کسی آریہ یا ان کے پنڈت سے نیوگ کی حقیقت بازار میں پوچھی جہاں بہت سے آدمی موجود تھے تو وہ آریہ یا پنڈت شرمندہ ہوا اور چپکے سے کہا کہ آپ اندر چل کر مجھ سے یہ گفتگو کریں۔ بازار میں لوگ سن کر ہنسی کرتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا اپنا یہ حال ہے کہ ایسے عقائد اور اعمال کی نسبت اپنا ہی کانشنس ان کا ان کے عقیدے کو دھکے دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا تو پھر وہ غیروں کو کیا وعظ کریں گے اس لیے مسلمانوں کو نہایت ہی گورنمنٹ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے اس قانون کا وہی اکیلے فائدہ اٹھا رہے ہیں بیچارے پادری صدہا روپیہ خرچ کرکے ایک ہندو کو قابو میں لاتے ہیں اور وہ آخر بعد آزمائش مسلمانوں کی طرف آجاتا ہے اور یا صرف پیٹ کا بندہ ہو کر محض دنیوی لالچ سے انہیں میں گزارہ کرتا ہے لیکن ہمیں اپنے دل آزار ہمسائیوں مخالفوں سے ایک اور شکایت ہے اگر ہم اس شکایت کے رفع کے لیے اپنی محسن اور مہربان گورنمنٹ کو اس طرف توجہ نہ دلادیں تو کس کو دلادیں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل

روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کرکے جو ہماری کتب مسلّمہ اور مقبولہ کی رُو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مفتریات ہیں۔ ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے دل دکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کرکے ہمارے سیّد و مولے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں۔ جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی رُو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہوگئے اس صورت میں صرف یہی ظلم نہیں کہ ناحق اور بے وجہ ہمارا دل دکھایا جاتا ہے اور اس انصاف پسند گورنمنٹ کے ملک میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں اور بُرے بُرے پیرایوں میں ہمارے اس مقدس مذہب کی توہین کی جاتی ہے بلکہ یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ ایک حق اور راست امر کو محض یاوہ گوئی کے ذخیرہ سے مشتبہ اور کمزور کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے اگر گورنمنٹ کے بعض اعلیٰ درجہ کے حکام دو تین روز اس بات پر بھی خرچ کریں کہ ہم میں سے کسی منتخب کے روبرو ایسے بیجا الزامات کی وجہ ثبوت ہمارے مذکورہ بالا مخالفوں سے دریافت فرماویں تو زیرک طبع حکام کو فی الفور معلوم ہوجائے گا کہ کس قدر یہ لوگ بے ثبوت بہتانوں سے سرکار انگریزی کے وفادار رعایا اہل اسلام پر ظلم کر رہے ہیں ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی جناب میں یہ عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان احسانوں کو یاد کرکے جو اب تک ہم پر کئے ہیں ایک یہ بھی ہماری جانوں اور آبروؤں اور ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں پر

احسان کرے کہ اس مضمون کا ایک قانون پاس کر دیوے یا کوئی سرکلر جاری کرے کہ آئندہ جو مناظرات اور مجادلات اور مباحثات مذہبی امور میں ہوں، ان کی نسبت ہر یک قوم مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں وغیرہ میں سے دو امر کے ضرور پابند رہیں۔

۱۔ اوّل یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر جن کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے وارد ہو سکتا ہے یعنی وہ امر جو بنائے اعتراض کی ہے ان کتابوں میں بھی پایا جاتا ہو جن پر معترض کا ایمان ہے ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر یک ایسا معترض پرہیز کرے۔

۲۔ دوم اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کی طرف سے اس غرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں ان کی مسلّم اور مقبول ہیں تو چاہیئے کہ کوئی معترض ان کتابوں سے باہر نہ جائے اور ہر یک اعتراض جو اس مذہب پر کرنا ہو انہیں کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام نہ لیوے جس کے مسلّم اور مقبول ہونے کے بارے میں اشتہار میں ذکر نہیں اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا تامل اس سزا کا مستوجب ہو جو دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں مندرج ہے یہ التماس ہے جس کا پاس ہونا ہم بذریعہ کسی ایکٹ یا سرکلر کے گورنمنٹ عالیہ سے چاہتے ہیں اور ہماری زیرک گورنمنٹ اس بات کو سمجھتی ہے کہ اس قانون کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں بلکہ ہر یک قوم پر اس کا اثر مساوی ہے اور اس قانون کے پاس کرنے میں بے شمار برکتیں ہیں جن سے عامہ خلائق کے لیے امن اور عافیت کی راہیں کھلتی ہیں اور صدہا بیہودہ نزاعوں اور جھگڑوں کی صف لپیٹ جاتی ہے اور آخر نتیجہ صلح کاری اور ان شرارتوں کا دور ہو جانا ہے جو فتنوں اور بغاوتوں

کی جڑھ ہوتے ہیں اور دن بدن مفاسد کو ترقی دیتے ہیں اور ہماری قلم جو ہر یک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدح و ثنا ہیں چل رہی ہے۔ اس قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لیے ایک ایسا وسیع مضمون پائے گی جو آفتاب کی طرح چمکے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو خدا معلوم کہ روز کی لڑائیوں اور بیہودہ جھگڑوں کی کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ بیشک اس سے پہلے توہین کے لیے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہیں موجود ہے لیکن وہ ان مراتب کے تصفیہ پا جانے سے پہلے فضول اور نکمی ہے اور خیانت پیشہ لوگوں کے لیے گریز گاہ وسیع ہے۔

اور پھر ہم اپنے مخالف فریقوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی برائے خدا ایسی تدبیر کو منظور کریں جس کا نتیجہ سراسر امن اور عافیت ہے اور اگر یہ احسن انتظام نہ ہوا، تو علاوہ اور مفاسد اور فتنوں کے ہمیشہ سچائی کا خون ہوتا رہے گا اور صادقوں اور راستبازوں کی کوششوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلے گا اور نیز رعایا کی باہمی نا اتفاقی سے گورنمنٹ کے اوقات بھی ناحق ضائع ہوں گے اس لیے ہم مراتب مذکورہ بالا کو آپ سب صاحبوں کی خدمت ہیں پیش کر کے یہ نوٹس آپ صاحبوں کے نام جاری کرتے ہیں اور آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ ہماری کتب مسلّمہ مقبولہ جن پر ہم عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کو ہم معتبر سمجھتے ہیں بتفصیل ذیل ہیں۔

اوّل قرآن شریف۔ مگر یاد رہے کہ کسی قرآنی آیت کے معنی ہمارے نزدیک وہی معنی معتبر اور صحیح ہیں جس پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں۔ کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی

تفسیر ہیں اور نیز قرآن کے کامل اور یقینی معنوں کے لیے اگر وہ یقینی مرتبہ قرآن کے دوسرے مقامات سے میسّر نہ آسکے ۔ یہ بھی شرط ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل بھی اس کی مفسر ہو غرض ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے ہرگز جائز نہیں پس ہر ایک معترض پر لازم ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت اس طریق سے باہر نہ جائے ۔

دوم : دوسری کتابیں جو ہماری مسلّم کتابیں ہیں ان میں سے اوّل درجہ پر صحیح بخاری ہے اور اس کی وہ تمام احادیث ہمارے نزدیک حجّت ہیں جو قرآن شریف سے مخالف نہیں اور ان میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے اور اس کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیح بخاری سے مخالف نہ ہو اور تیسرے درجہ پر صحیح ترمذی ، ابن ماجہ ، موطاء ، نسائی ، ابن داؤد ۔ دارقطنی کتب حدیث ہیں جن کی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین سے مخالف نہ ہوں ۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی کتابیں ہیں اور یہ شرائط ہیں جن کی رُو سے ہمارا عمل ہے اب ہم قانونی طور پر آپ لوگوں کو ایسے اعتراضوں سے روکتے ہیں جو خود آپ کی کتابوں اور آپ کے مذہب پر وارد ہوتے ہیں کیونکہ انصاف جن پر قوانین مبنی ہیں ایسی کارروائی کو صحت نیت میں داخل نہیں کرتا اور ہم ایسے اعتراضوں سے بھی آپ لوگوں کو منع کرتے ہیں جو ان کتابوں اور ان شرائط پر مبنی نہیں جن کا ہم اشتہار میں ذکر کرتے ہیں کیونکہ ایسی کارروائی بھی تحقیق حق کے برخلاف ہے پس ہر یک معترض پر واجب ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت ان کتابوں اور ان شرائط سے باہر نہ جائے اور ضروری ہوگا کہ اگر آئندہ آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب ہماری کسی تالیف

کاردّ لکھیں یا ردّ کے طور پر کوئی اشتہار شائع کریں یا کسی مجلس میں تقریری مباحثہ کرنا چاہیں تو ان شرائط مذکورہ بالا کی پابندی سے باہر قدم نہ رکھیں یعنی ایسی باتوں کو بصورت اعتراض پیش نہ کریں جو آپ لوگوں کی الہامی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور ایسے اعتراض بھی پیش نہ کریں جو ان کتابوں کی پابندی سے نہیں ہیں جو ہم اشتہار میں شائع کر چکے ہیں۔ غرض اس طریق مذکورہ بالا سے تجاوز کر کے ایسی بیہودہ روایتوں اور بے سرد پا قصوں کو ہمارے سامنے ہرگز پیش نہ کریں اور نہ شائع کریں جیسا کہ یہ خائنانہ کارروائیاں پہلے اس سے ہندوؤں سے اندرمن مراد آبادی نے اپنی کتابوں تحفۂ اسلام و پاداش اسلام وغیرہ میں دکھلائیں اور پھر بعد اس کے یہ ناپاک حرکتیں مسمّی لیکھرام پشاوری نے جو محض نادان اور بے علم ہے۔ اپنی کتاب تکذیب براہین اور رسالہ جہاد اسلام میں کیں اور جیسا کہ یہی بے ہودہ کارروائیاں پادری عماد الدین نے اپنی کتابوں میں اور پادری ٹھاکر داس نے اپنے رسائل اور صفدر علی وغیرہ نے اپنی تحریروں میں لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے کیں اور سخت دھوکے دے دے کر ایک دنیا کو گندگی اور کیچڑ میں ڈال دیا اور اگر آپ لوگ اب بھی سیدھے اس نوٹس کے جاری ہونے کے بعد بھی اپنی خیانت پیشہ طبیعت اور عادت سے باز نہیں آئیں گے تو دیکھو ہم آپ کو ہلا ہلا کر متنبّہ کرتے ہیں کہ اب یہ حرکت آپ کی صحت نیت کے خلاف سمجھی جائے گی اور محض دلآزاری اور توہین کی مد میں متصور ہو گی اور اس صورت میں ہمیں استحقاق ہوگا کہ عدالت سے اس افترا اور توہین اور دلآزاری کی چارہ جوئی کریں اور دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی رُو سے آپ کو ماخوذ کرائیں اور قانون کی حد تک سزا دلائیں کیونکہ اس نوٹس کے بعد

ف۔ اور اس طرح کی پابندی

آپ اپنی ناواقفی اور صحت نیت کا عذر نہیں کر سکتے۔ اور آپ سب صاحبوں کو بھی اختیار ہو گا کہ اپنی مقبولہ مسلمہ کتابوں کا اشتہار دے دیں اور بعد اس کے اگر کوئی مسلمان معترض اپنے اعتراض میں آپ کے اشتہار کا پابند نہ ہو اور کوئی ایسا اعتراض کرے کہ جو ان کتابوں کی بناء پر نہ ہو۔ جن کے مقبول ہونے کی نسبت آپ اشتہار دے چکے ہیں یا کوئی ایسا امر مورد اعتراض ٹھہرا دے جو خود اسلام کی تعلیم میں موجود ہے تو بیشک ایسا معترض مسلمان بھی اشتہار کے بعد اسی دفعہ ۲۹۸ کی رو سے سزا پانے کے لائق ہو گا جس دفعہ سے ہم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

تمام مذاہب کے علماء کو اس نوٹس کو جاری کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے دل کو سخت صدمہ پہنچتا تھا۔ جب حضور اپنے آقا حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گالیوں اور گستاخیوں اور جھوٹے الزامات سے بھری ہوئی تحریروں کو دیکھتے تھے اور ہر وقت اس فکر اور سوچ میں رہتے تھے کہ کوئی ایسی راہ نکل آئے جو اس گندے سلسلہ کو بند کرانے کے لیے ممد ہو۔ تو لمبے سوچ بچار کے بعد آخر حضور کو یہ تدبیر سمجھ میں آئی کہ گورنمنٹ سے ایسا قانون بنوایا جائے جو گالیوں کے اس سلسلہ کو بند کرانے کا موجب بن جائے۔ اس لیے حضور نے عیسائیوں اور آریوں سے بھی مدد لینی چاہی اور کوشش کی کہ وہ بھی حضور کی اس سکیم میں متفق ہو جائیں۔ اسی خیال کی بناء پر ان کے نام مندرجہ بالا نوٹس جاری کیا گیا۔ پھر آپ کو خیال آیا کہ شاید یہ لوگ متفق نہ ہوں کیونکہ ان کی اغراض اور ان کے منصوبوں کے یہ سکیم خلاف جاتی تھی کیونکہ اس سکیم کے ماتحت اسلام پر اعتراضات کرنے اور حضرت نبی کریم صلعم کو اپنی گالیوں کا ہدف بنانے کا موقع ان کے ہاتھ سے جاتا تھا۔ اس لیے حضور نے اپنی کوشش کا رخ خود مسلمانوں کی طرف پھیرا۔ چنانچہ اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں ایسی درخواست پیش کرنے کا مسودہ تیار کیا جو ذیل میں درج کیا

جاتاہے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس درخواست پر اپنے دستخط ثبت کریں۔ حضور کا منشا یہ تھا کہ کم از کم دس لاکھ مسلمانوں کے اس پر دستخط ہو جائیں تا گورنمنٹ اتنی بڑی تعداد کو دیکھ کر درخواست کو منظوری کا شرف عطا کرتے ہوئے ایسا قانون پاس کر دے جس سے اس فتنہ کا قلع قمع ہو جائے چنانچہ ذیل میں وہ درخواست جو گورنمنٹ کو پیش کرنی تھی اور جس پر دستخطوں کے لیے مسلمانوں کے نام اپیل دونوں درج کیے جاتے ہیں اس کے شائع ہونے پر احمدی احباب ہمہ تن مسلمانوں سے دستخط حاصل کرنے کی مہم میں مصروف ہو گئے۔

یہ وہ خطوط ہیں جو مسلمانوں کی خدمت میں دستخط کرانے کے لیے بھیجے گئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اما بعد اے غمخواران دین اسلام ومحبان خیر الانام علیہ الف الف سلام۔ میں اس وقت ایک نہایت ضروری التماس آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس التماس کے قبول کرنے کے لیے آپ لوگوں کے سینے کو کھولے اور اس مقصد کے فوائد آپ لوگوں کے دلوں میں الہام کرے۔ کیونکہ کوئی امر گو کہ کیسا ہی عمدہ اور سراسر خیر اور مصلحت پر مبنی ہو مگر تب بھی اس کی بجا آوری کے لیے جب تک خدا تعالیٰ سے قوت نہ ملے ہرگز انسان ضعیف البنیان سے ہو نہیں سکتا اور وہ التماس یہ ہے:۔
کہ آپ صاحبوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہو گی کہ ان دنوں میں دینی

مباحثات و مناظرات کا اس قدر ایک طوفان برپا ہے کہ جہاں تک تاریخ وفا کر سکتی ہے اس کی کوئی نظیر پہلے زمانوں میں معلوم نہیں ہوتی اور اس معاملہ میں اس قدر تالیف بڑھ گئی ہیں کہ پادری صاحبان کی ایک رپورٹ کو میں نے پڑھا ہے کہ چند سال میں چھ کروڑ کتابیں ان کی طرف سے شائع ہوئیں۔ ایسا ہی اہل اسلام کی طرف سے کروڑہا تو نہیں مگر صدہا رسالوں تک تو نوبت پہنچی ہوگی اور آریہ صاحبوں کی کتابیں جو اسلام کے مقابل پر یا عیسائیوں کے مقابل لکھی گئیں اگرچہ تعداد میں تو کم ہیں مگر گالیاں دینے اور دل آزار کلمات لکھنے میں اول نمبر پر ہیں اور یہ بے تہذیبی اور بدزبانی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو کسی قوم کے پیشوا کو گالی دینا اس کا اصول نہیں۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم ان پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر یک قوم میں کوئی نہ کوئی مصلح گزرا ہے اور ہمیں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم پورے علم کے بغیر کسی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا* سو یہ پاک عقائد ہمیں بے جا بدزبانیوں اور متعصبانہ نکتہ چینیوں سے محفوظ رکھتے ہیں مگر ہمارے مخالف چونکہ تقوےٰ کی راہوں سے بالکل دُور اور بے قید اور خلیع الرسن ہیں اور قرآن کریم جو سب سے پیچھے آیا ان کو طبعاً بُرا معلوم ہوتا ہے لہٰذا وہ جلد فحش گوئی اور بدزبانی اور توہین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور سچی باتوں کے مقابل پر افتراؤں سے کام لیتے ہیں

---

* یعنی جس بات کا تجھ کو یقینی علم نہیں دیا گیا اس بات کا پیرو کار مت بن اور یاد رکھ کہ کان اور آنکھ اور دل جس قدر اعضاء ہیں ان سب اعضاء سے باز پُرس ہوگی ۔ منہ ۱۲

چنانچہ اس تیس سال کے عرصے میں ہمارے مخالفوں نے اس قدر فحش گالیاں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتابوں میں دی ہیں اور اس قدر افترا اسلامی تعلیم پر کئے ہیں کہ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ تیرہ سو گذشتہ سالوں میں اسلام کے ابتدائی زمانہ سے آج تک اس کی نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ ناجائز طریق ترقی پر ہے اس لیئے ہر یک ایسے سچے مسلمان کا فرض ہے کہ جو درحقیقت اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے کہ ایسے موقعہ پر بے غیرتوں اور بے ایمانوں کے رنگ میں بیٹھا نہ رہے بلکہ جیسا کہ اپنی حفظ عزت کے لیے کوشش کرتا ہے اور جب عزت برباد ہوتے کا کوئی موقعہ پیش آوے تو جہاں تک طاقت وفا کرتی اور بس چل سکتا ہے اپنی آبرو کے بچاؤ کے لیے کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑتا بلکہ ہزارہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتا ہے ایسا ہی شریف اور سچے مسلمانوں کے لیے بھی زیبا ہے کہ اس پیارے رسول کی عزت کے لیے بھی جس کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں کوشش کریں اور ایمانی نمونہ دکھلانے سے نامراد نہ جائیں۔

شاید بعض صاحبوں کی یہ رائے ہو کہ کیا ضرور ہے کہ اسلام کی طرف سے مذہبی تالیفات ہوں اور کیوں اس طریق کو اختیار نہ کیا جائے کہ مخالفوں کی تحریرات کا جواب ہی نہ دیں اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ اوّل تو کوئی مذہب بغیر دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کے قائم نہیں رہ سکتا اور اگر ایسا ہونا فرض بھی کر لیں تو پھر اسلام جیسا کوئی مذہب مصیبت زدہ نہیں ہوگا کیونکہ جس حالت میں پادری صاحبان و آریہ صاحبان وغیرہ پورے زور سے اسلام پر حملے کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو نابود کر دیں اور ہر یک رنگ سے کیا علم طبعی کے نام سے اور کیا علم طب اور تشریح کے بہانہ سے اور کیا علم ہیئت کے پردہ میں انواع اقسام کے دھوکے لوگوں کو دے رہے ہیں ٹھٹھے اور ہنسی اور تحقیر کو انتہا تک پہنچا دیا ہے

پھر اگر ہمارے معزز بھائیوں کی طرف سے یہی تدبیر ہے کہ چپ رہو اور تھمنے جاؤ تو یہ خاموشی مخالفوں کی یک طرفہ ڈگری کا موجب ہوگی اور نعوذ باللہ ہماری خاموشی ظاہر کر دے گی کہ ہر ایک الزام ان کا سچا ہے اور اگر ہم الزامی جواب دیں۔ چنانچہ کئی سال سے دیئے جاتے ہیں تو کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور ہمارا وقت برباد جاتا ہے اور بار بار وہی باتیں اور وہی بہتان ہتک آمیز الفاظ کے ساتھ سناتے ہیں جو لوگ حیا اور شرم کو چھوڑ دیں ان کا منہ بجز قانون کے اور کون بند کرے اور ہم اپنے بھائیوں کے صوابدید سے کل مناظرات اور مباحثات اور تحریر اور تقریر سے دست بردار ہو سکتے ہیں اور چپ رہ سکتے ہیں مگر کیا ہمارے معزز بھائی ذمہ وار ہو سکتے ہیں کہ مخالفانہ حملہ کرنے سے ہندوستان کے تمام پادریوں اور آریوں اور برہموؤں کو بھی چپ کرا دیں گے اور اگر نہیں کرا سکتے اور ان کی گالیوں اور سب و شتم کی کوئی اور تدبیر ان کے ہاتھ میں نہیں تو پھر یہ بات کیوں حرام ہے کہ ہم اپنی محسن گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد لیں اور ان آئندہ خطرات سے اپنی قوم اور نیز دوسری قوموں کو بھی بچائیں جو ایسے بے قیدی کے مناظرات میں ضروری الوجود ہیں۔

سو بھائیو یہ تدبیر عمدہ نہیں ہے کہ ہر روز ہم گالیاں سنیں اور روا رکھیں کہ ہندوؤں کے لڑکے بازاروں میں بیٹھ کر اور عیسائیوں کی جماعتیں ہر ایک کوچہ گلی میں ہمارے نبی پاک صلعم کو گندی گالیاں نکالیں اور آئے دن چھپ کر کتابیں شائع کریں بلکہ اس وقت ضروری تدبیر یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے سرکاری قانون سے مدد لیں اور اس درخواست کے موافق جو گورنمنٹ کی توجہ کے لیے علیحدہ لکھی گئی ہے اس مضمون کا گورنمنٹ عالیہ سے قانون پاس کرا دیں کہ آئندہ مناظرات و مجادلات میں بغرض رفع فتنہ و فساد عام آزادی اور بے قیدی کو محدود کر دیا جاوے اور ہر ایک قوم کے لوگ اعتراض

اور نکتہ چینی کے وقت ہمیشہ دو باتوں کے پابند رہیں۔

۱- یہ کہ ہر یک فریق جو کسی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض کرے تو صرف اس صورت میں اعتراض کرنے کے وقت نیک نیت سمجھا جائے کہ جب اعتراض میں وہ باتیں نہ پائی جائیں جو خود اس کے مسلم عقیدہ پر بھی وارد ہوتا ہو اور وہ بھی اس سے ایسا ملزم ہو سکتا ہو جیسا کہ اس کا مخالف اور اگر کوئی اس قاعدہ سے تجاوز کرے اور وہ تجاوز ثابت ہو جاوے تو بغیر حاجت کسی دوسری تحقیقات کے یہ سمجھا جاوے کہ اس نے محض بدنیتی سے ایک مذہبی امر میں اپنے مخالف کا دل دکھانے کے لیے یہ حرکت کی۔

۲- یہ کہ ہر ایک معترض ایسے اعتراض کرنے کا ہرگز مجاز نہ ہو کہ جو ان کتب مشتہرہ کے مخالف ہو جن کو کسی فریق نے حصر کے طور پر اپنی مسلمہ کتابیں قرار دے کر ان کی نسبت اشتہار شائع کر دیا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو قانوناً یہ قرار دیا جائے کہ اس نے ایک ایسا امر کیا جو نیک نیتی کے برخلاف ہے اور جو شخص ان دونوں تجاوزوں میں سے کوئی ایک تجاوز کرے یا دونوں کرے کسی قسم کی صریح ہجو یا اشارہ یا کنایہ سے کسی فریق کا دل دکھاوے تو وہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دے کر اس سزا کا مستوجب سمجھا جائے جو قانون کی حد تک ہے۔

یہ قانون ہے جس کا پاس کرانا ضروری ہے سو اے بزرگوار دین اسلام کے غمخوار و برائے خدا اس تجویز پر غور کر کے اس درخواست کو اپنے دستخطوں سے مزین کر دو جو اس قانون کے پاس کرنے کے لیے لکھی گئی ہے تا فساد انگیز جھگڑے کم ہو جائیں اور گورنمنٹ کو آرام ملے اور ملک میں صلح کاری اور امن پیدا ہو اور ملک کے باشندوں کے کینے ترقی کرنے سے رو کے جائیں سمجھائیو اس قانون کے پاس ہونے میں بہت ہی برکتیں ہیں اور سچے دین کو اس سے بہت ہی مدد ملتی ہے اور مفسدوں اور افترا پردازوں کے منہ بند ہو جاتے ہیں گورنمنٹ کے کسی منشا کے مخالف یہ کارروائی نہیں بلکہ ہماری دانا گورنمنٹ خود

ایسی باتوں کو ہمیشہ سوچنی ہے جس سے اس ملک کے فتنے اور فساد کم ہوں اور لوگ ایک دل ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں مشغول رہیں اور نیز یہ وہ مبارک طریق ہے جس سے آئندہ بیجا حملہ کرنے والے رک جائیں گے اور ہر ایک جاہل متعصب مناظرہ اور مجادلہ کے لیے جرأت نہیں کر سکے گا اور یہ امر تمام ان لوگوں کے لیے مفید ہے جو یاوہ گو لوگوں کا کسی تدبیر سے منہ بند کرنا چاہتے ہیں اور اگر کسی صاحب نے ایسے مبارک محضر پر دستخط نہ کیے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مفتری لوگوں کے افتراؤں سے بچ جاتی ہے اور اسلام بہت سے کینہ اور دروغ حملوں سے امن میں آجاتا ہے تو اس کا اسلام نہایت بودا اور تاریکی میں پڑا ہوا ثابت ہوگا اور ہم عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ جیسا کہ اس موقعہ پر ہم دینی غمخواروں کا باعزت نام مخلصانہ دعائے خیر کے ساتھ نہایت شوق سے شائع کریں گے تا ان کی مردی اور سعادت عامہ خلائق پر ظاہر ہو۔ ایسا ہی ہم ایک پُر درد تقریر کے ساتھ ان بخیل اور پست فطرت لوگوں کے نام بھی اپنے رسالہ میں شائع کر دیں گے جنہوں نے ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء فخر الاصفیاء کی حمایت عزت کے لیے کچھ بھی غمخواری اور حمیّت ظاہر نہ کی۔ بھائیو، کیا یہ مناسب ہے کہ آپ لوگ تو عزت کی کرسیوں پر بیٹھیں اور بڑے بڑے القاب پائیں اور ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر یک طرف سے گالیاں دی جائیں اور تحریر اور تقریریں سراسر افترا سے نہایت بے عزتی اور توہین کی جائے اور آپ لوگ ایکاد نے تدبیر کرنے سے بھی دریغ کریں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ شریف اور نجیب لوگ ہرگز دریغ نہیں کریں گے اور جو خبیث النفس دریغ کرے گا وہ مسلمان ہی نہیں۔ آ

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

درخواست

یہ وہ درخواست ہے جو برائے منظوری گورنمنٹ میں بعد تکمیل
دستخطوں کے بھیجی جائے گی۔

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لیئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بے قیدی ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمایا جاوے اور اسی طرح سے اس وسعت اور بے قیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جن کا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنے اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جس کا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالےٰ کی طرف سے مانتے ہوں تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے جب کہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جن

کو کسی فریق نے اپنے مسلّم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے ہوئے اعلان کے ساتھ شائع کرا دی ہو، اور صاف اشتہار دے دیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جن پر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کے خلاف ورزی • کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی رُو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لیے مجبور ہوئے ہیں وہ بہ تفصیل ذیل ہیں ۔

اوّل یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی ؐ اور اس مقدس کتاب کے لیے جو اس پاک نبیؐ کی معرفت ان کو ملی نہایت غیرت مند ہیں۔ لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پُرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور ان کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شاید ان کے لیے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف نہ ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں ۔ مثلاً ایک معترض جب ایک بے جا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں

ٹ تو اہل اسلام اس کے مقابل پر اس کے پیغمبر اور مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں سے ہے تو ہر ایک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اس کا فریق مخالف - وجہ یہ کہ مسلمان اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گزرا۔ اس لیے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاص کر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کر سکتا بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کی نبوت پہ، تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا - ہاں جب بہت دکھ اٹھاتا ہے تو قانون کے رُو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے جس کا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رُو سے بہت مشکل امر ہے - لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لیے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جس قدر تقریروں اور تحریروں کی رُو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے - ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسا معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی جس سے صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جائے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہنچ گئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کے لیے بطور مؤید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کے لیے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کر دی گئی ہیں - کیونکہ کچھ شک

نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اُس پر بھی اُس کی الہامی کتابوں کی رُد سے ہوتا ہے یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دے کر ان کے بارے میں اپنے مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلا شبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کسی شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لیے ایک یہ کامل علاج ہے مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائے گا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لیے یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سن کر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لے کر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہ مخواہ ذلت پہنچا دے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لیے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لیے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائے گی۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کے قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے، تو کیوں اس قدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی

مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے۔ گورنمنٹ اپنی رعایا کے لیے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دُور کر دے۔

• چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیرخواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لیے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بے جا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں پس اس صورت میں ان کا حق بھی ہے کہ ان کی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے۔ پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جس کا صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور دوسروں کو نہیں، بلکہ ہر ایک قوم اس فائدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک کی صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور بدنیت لوگوں کا مُنہ بند ہوتا ہے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہر یک قوم پر اس کا برابر اثر ہے۔ آخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کے ساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلا دے کہ ہر یک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے۔ آمین ؁

الملتمسین : اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جن کے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انما الاعمال بالنیاتؐ

"مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بٹالہ نے ہمارے اس خط کے جواب میں جو ہم نے ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو بمراد دستخط کرانے مسلمانوں کے درخواست توسیع دفعہ ۲۹۸ پر معہ درخواست مذکور کے شائع کیا تھا اور مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں بھی اس غرض کے لیے رجسٹری کرا کر بھیجا گیا تھا۔ اپنے ایک مختصر رسالہ میں جو زرد کاغذ پر چھپا ہے بڑی مضبوطی اور استقلال سے یہ وعدہ کیا ہے کہ "اس خدمت کا بیڑا اٹھانے کے لیے ہم حاضر ہیں بشرطیکہ آپ اپنا قدم بیچ سے نکال دیں اور اپنا اور اپنے گروہ کا استعفا بذریعہ اخبارات و اشتہارات مشتہر کر دیں۔ پھر دیکھیں بندہ اس کام کو کیونکر بجالاتا ہے۔ آپ علیحدہ ہو جائیں پھر اس کا حسن انجام ملاحظہ فرمائیں۔" یہ ان کی عبارت ہے جس کو انہوں نے بڑے پُرزور وعدہ کے ساتھ شائع کیا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بندہ ایسے کام پہلے کر چکا ہے اور اس کی قومی خدمات گورنمنٹ اور قوم میں مسلم ہیں اور سپریم گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹوں تک عزت و اعتبار کے ساتھ رسائی ہے اور اس کی گذارش مؤدبانہ کو گورنمنٹ عزت و اعتبار کی نگاہ سے دیکھتی اور سنتی ہے۔ اس تمام تحریر پر میں نے غور کی اور ایک عمیق فکر کے بعد میرے دل نے یہی فتویٰ دیا کہ چونکہ ہماری جماعت ابھی بہت تھوڑی ہے اور اکثر لوگ ان مولوی صاحبوں کے ایسے مسخر ہیں کہ ہماری سیدھی بات بھی ان کی نظر میں الٹی معلوم ہوتی ہے اور ہمارا قدم درمیان آنے سے ایک ایسی کراہت دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر وہ کام کرنا

بھی ہو تب بھی ہرگز نہ کریں۔ اس لیے اگر یہ کام ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جس کی تجویزات سے قوم کو کراہت نہ ہو تو ہمارا مدعا جو خدمت دین متین ہے بہرحال حاصل ہے" پھر فرماتے ہیں۔

"اس رسالہ میں بہت زور کے ساتھ مولوی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ کام فقط مجھ سے ہی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوگا کسی دوسرے سے نہیں۔ تب میں نے خیال کیا کہ شاید یہ دعوے صحیح ہو کیونکہ مولوی صاحب موصوف ایک گروہ کثیر کے ہم خیال ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اس قانون کے پاس کرانے کے لیے جس میں پاس کے بعد فریق مخالف اسلام پر نہایت مشکلات پڑیں گے اور جہاں تک ممکن ہوگا زور لگائیں گے کہ گورنمنٹ کو اس قانون کے پاس کرنے سے روک دیا جاوے۔ وجہ یہ کہ اس سے ان کی پر خیانت کارروائیاں یک لخت بند ہو جائیں گی۔ لہذا اس وقت وہ طریق اختیار کرنا مناسب ہے جس طریق سے ایسی درخواست پر لاکھوں دستخط ہو جائیں۔ اگرچہ مجھے اپنے دوستوں کی کوششوں پر نظر کر کے حق الیقین کی طرح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہماری سعی اور جہد سے کم سے کم پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار کے قریب دستخط ہو جائیں گے۔ اور بڑی آسانی ہو جائے گی کیونکہ نہایت زور شور سے یہ کارروائی شروع ہے لیکن جب میں غور کرتا ہوں کہ یہ کس مرتبہ کی درخواست ہے اور اسلام کے لیے کیسے اعلیٰ نتائج اس میں مخفی اور مستور ہیں اور دینی مخالفوں کے لیے قانون پاس ہونے کی حالت میں کیا کیا ناکامیاں اور نامرادیاں دامن گیر ہونے والی ہیں تو میرا دل یہ قطعی فیصلہ دیتا ہے کہ کم سے کم ایسے دستخط دس لاکھ سے کم نہ ہوں اور کچھ شک نہیں کہ علماء اور مولوی صاحبوں کے دستخط ایسی درخواست پر بہت ہی مؤثر ہوں گے کیونکہ گورنمنٹ جانتی ہے کہ مذہبی امور کے بہت سے مصالح کی لگام انہیں کے ہاتھ میں ہے" پھر

فرماتے ہیں :۔

در پس میں نے سوچا کہ چونکہ مولویوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پرواہ نہ کرنا دراصل میرے ہی کینہ کی وجہ سے ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی معصیت میں مَیں بھی شریک سمجھا جاؤں۔ اس لیے میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی درخواست پر اس کام سے اپنے تئیں علیحدہ کرنا مناسب سمجھا۔ کیونکہ دراصل ان علماء کی لاپرواہی اور سخت دلی کا باعث میرا ہی وجود ہے اور میرے کینے سے یہ روا رکھا جاتا ہے کہ جو کچھ مخالف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں وہ دیتے رہیں، بلکہ ان کو معذور اور نا قابل الزام ٹھہرایا جاتا ہے تو اس صورت میں اگر میرا قدم درمیان نہ ہونے سے مولوی صاحبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ غیرت دکھلا دیں اور اس گناہ سے اپنے تئیں بچالیں جو میری وجہ سے جھوٹے بہانوں کے ساتھ ان کو اختیار کرنا پڑا تو یقین ہے کہ مجھے اس سے ثواب ملے گا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور دین اسلام کی حمایت کے لیے ایک کام سرانجام دیا جاوے، سو مناسب نہیں کہ میری وجہ سے یہ کام حیز التوا میں رہ جاوے۔ اگرچہ میرا دل دینی خدمت سے استعفاء نہیں دیتا اور اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلعم کی راہ میں فدا ہے اور ہوگا جب تک کہ میں اس جہان سے گزر جاؤں۔ واللہ ان حیاتی ومماتی للہ رب العالمین۔ لیکن میری اس میں کون سی کسرشان ہے کہ میں چند الفاظ سے اپنے اندرونی مخالفوں کو خوش کر کے ان کے ہاتھ سے رسول اللہ صلعم کے لیے ایسی خدمت لوں۔ اس لیے میں بڑی خوشی سے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اس چاکری کو قبول کرتے ہیں اور صدق دل سے کمر باندھنے کو تیار ہیں تو میں اس کام اور شغل سے اپنے تئیں فارغ کرتا ہوں

اور آپ کے وعدے پر بھروسہ کر کے میری طرف سے یہی تحریر بطور استعفاء ہے ۔ سو یاد رہے کہ ہم اپنا اور اپنے گروہ کا استعفاء اس شرط سے پیش کرتے ہیں کہ آپ اپنے وعدہ کو پورا کریں اور ہمیں کسی ناموری کی ہوس نہیں اور نہ کسی شکر کی خواہش ۔ صرف یہ خواہش ہے کہ آپ سادگی اور نیک نیتی سے ہماری اس تحریر کو قبول کر کے جلد کام میں لگ جائیں کہ عمر کا اعتبار نہیں ۔ اب ایسا ہی ہوگا کہ یہ درخواست ہماری یا ہمارے گروہ کی کسی شخص کی طرف سے گورنمنٹ میں بھیجی نہیں جائے گی اور ہماری جماعت کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوگا ۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ ایسے کاموں کے لیے میرے اوقات وقف ہیں اور گورنمنٹ سے میرے محکم تعلقات ہیں سو ہمیں اس روز بہت خوشی ہوگی جب آپ کا یہ قول مقرون بعمل سمجھا جائے گا اور اس سے زیادہ اس دن جب آپ کی یہ محنت حسب مراد پھل لائے گی ۔ اب جہاں تک الفاظ تھے میں اپنی بے تعلقی اور اپنی جماعت کی بے تعلقی کے اظہار میں ادا کر چکا ۔"

۵ ۔۔ ٦ ہزار کے قریب دستخط حضور کے پاس پہنچ چکے تھے ۔ اور ابھی دستخطوں کے حاصل کرنے کی یہ مہم جاری تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طرف سے مندرجہ بالا تحریر حضور کو پہنچی جسے حضور نے اپنے اشتہار ۲۱ ر اکتوبر ۱۸۹۵ء میں اپنے ریمارکس کے ساتھ درج فرمایا ہے ۔

سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے درمیان غیرت اسلامی میں مقابلہ

سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھ کر

قارئین کرام خود ہی اس غیرت کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں جو حضور کے دل میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی عزت کو گالیوں اور بے جا الزاموں سے سے محفوظ رکھنے کے لیے موجزن تھی۔ حضور نے سچ فرمایا ہے

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

اس کے علاوہ حضور نے جس بے نفسی کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے عیاں ہے۔ حضور کے مقابلہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر علماء کے دل میں حضرت نبی کریم صلعم کے لیے جو غیرت تھی اس کا اندازہ اسی امر سے قارئین کرام لگا سکتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف نے باوجود حتمی وعدہ کے اور یقین دلانے کے کہ وہ ایسا قانون ضرور پاس کرا دیں گے اگر حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت اس مہم سے الگ ہو جائے۔ حضرت مرزا صاحب المسیح الموعود فوراً الگ ہو گئے لیکن مولوی صاحب موصوف نے حضور کی جاری کردہ مہم کو تو بند کرا دیا اور خود اس سکیم کو کامیاب بنانے میں ذرہ بھر بھی کوشش نہ کی بلکہ خاموش ہو کر گھر میں بیٹھ گئے اور اس طرح ایک نیک کام کو زک پہنچانے میں مصروف ہو گئے قارئین کرام اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دل میں اسلام کا کس قدر درد تھا اور ان مولویوں کے دلوں میں کس قدر درد تھا۔ کاش اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو حقائق کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام سے حضور کے عشق کا نمونہ

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں — وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں — باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں — دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم — جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے
زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا — افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں — نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو — رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ — تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ — اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال — سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار — سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے — اپنا ہر ذرہ تری راہ میں اڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا — خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل ؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس راہ سے اس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو! دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالی
آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے